پاکستان میں جاری ان مختلف اقدامات کو ۴ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) **بھارت سے دوستانہ تعلقات**: جو برابری کی بنیاد پر ہونے کی بجائے ماتحتی کا رنگ لئے ہوئے ہوں۔ اس مقصد کے لئے مستقل طور پر نظامِ تعلیم سے پاک بھارت دشمنی کی جڑوں کو ختم کردیا جائے اور بھارت کی بالادستی کو ذہنوں سے قبول کرنے کی مستحکم منصوبہ بندی کی جائے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ پاکستان کے ساتھ تناؤ ختم کرکے بھارت کے لئے چین کو علاقائی مسائل اور سیاسی و اقتصادی ایشوز پر الجھانا ممکن ہوجائے گا۔ جس سے عالمی سطح پر امریکہ کو غیر معمولی فائدہ ہوگا اور اس کی سپر پاور حیثیت کو درپیش خطرات ٹلنے کے امکانات پیدا ہوجائیں گے۔

(۲) **پاکستان کے اسلامی تشخص کا خاتمہ**: دنیا بھر میں جس جہادی کلچر سے امریکہ کو خطرہ ہے، اس کی بیخ کنی اس کا سب سے اہم ہدف ہے۔ پاکستان کی بھارتی اور افغان سرحد پر خاردار بارڈر کی دیوار کھڑی کرنے سے پاکستان سے مجاہدین کا کردار بہت محدود ہوجائے گا۔ اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

نصابِ تعلیم سے اسلامی بنیادوں اور بنیادی عقائد کو ختم کردینے سے پاکستانی معاشرہ میں مذہب سے وابستگی میں کمی واقع ہوگی۔ پاکستان کے دینی مدارس جو پاکستان کی دینی تحریکوں میں صف ِاول کا کردار ادا کررہے ہیں، اور ان تحریکوں کے دنیا بھر میں ذیلی یونٹ قائم ہیں، ان میں کمی واقع ہوجائے گی۔ اس طرح کے اقدامات سے مستقبل میں مسلمانوں کے احتجاج کے امکانات معدوم ہوجائیں گے۔ اس مقصد کے لئے دینی مدارس کی اصلاح کا بھی مشرف حکومت کو ایجنڈا دیا گیا ہے یوں بھی بھارت سے دشمنی کے پس پردہ بھی حقیقی عامل مسلمانانِ پاکستان کی اسلام سے وابستگی ہے۔ اگر یہ وابستگی کمزور پڑ جاتی ہے تو بھارت سے پاکستان کی کشمکش کے امکانات بھی ختم ہوجاتے ہیں۔

(۳) **آغا خانیوں کے ذریعے اپنے مفادات کا مستقل تحفظ**: آغا خانی فرقے کا ملک وملت دشمنی پر مبنی سابقہ کردار امریکہ کو یہ اُمید دلاتا ہے کہ اس کے ذریعے وہ اسرائیل کی طرز پر اپنے مفادات کا تحفظ کرسکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے آغا خانیوں کے مالی اور تعلیمی تسلط کی راہ ہموار کی جارہی ہے۔ پاکستان کے تمام تعلیمی بورڈز آغا خانیوں کے حوالے کرنے کے بعد تدریجاً نصابات میں بھی ایسی تبدیلیاں لاگو کی جائیں گی جس سے ایک مسلم معاشرہ کا تصور کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکے۔ اسی مقصد کے لئے پہلے بھی ایسے ادارے ملک میں ایسا نصاب پھیلا رہے ہیں جو

© fasailofaraid.com

بیک وقت دہلی اور لاہور کے سکولوں میں پڑھایا جاسکے۔

سیاسی طور پر بھی آغا خانیوں کو کشمیر سے منسلک ایسی ریاست میں نمائندگی دی جارہی ہے تاکہ وہ امریکہ کے سہارے مستقل طور پر امریکی مفادات کا تحفظ کرسکیں اور ان کے زیر سایہ اپنے مذموم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچاسکیں۔

(۴) **چین کے ساتھ معاشی جنگ:** ایک سپر پاور اپنی طاقت کو دوام دینے کے لئے مختلف مہروں کو حرکت دے رہی ہے۔ چین کو معاشی طور پر نقصان پہنچانے کے لئے چند اقدامات درج ذیل ہیں:

پاکستان کی چین سے حالیہ تجارت ۷۰ فیصد ہے، باہم دوستانہ تعلقات میں معاش کا کردار بڑا اہم ہوتا ہے۔ آخری سارک کانفرنس کے نتیجے میں یہ طے پایا ہے کہ سارک ممالک آپس میں تجارت کو فروغ دیں اور تدریجاً باہمی تجارت میں تمام ڈیوٹیوں کو ختم کردیا جائے۔ چین سارک ممالک میں شریک نہیں، چنانچہ بھارت کے ساتھ پاکستان کے تناؤ کم ہونے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ پاکستان کے بھارت سے تجارتی مراسم بڑھ جائیں گے اور چین سے روز بروز کم جس کا لازمی اثر سیاسی اور تجارتی تعلقات پر بھی ہوگا۔ یوں بھی پاک بھارت تجارت میں سفری مسائل نہ ہونے کے برابر ہیں، دونوں کی آباد سرحدیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں جبکہ چین سے تجارت میں رسائل و وسائل کے اخراجات زیادہ ہیں، اس زمینی حقیقت کی بنا پر بھی چین سے تجارت متاثر ہوگی۔ اس معاملے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ یورپین ممالک نے چین سے تجارتی روابط امریکہ کے دباؤ پر روز بروز محدود سے محدود تر کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ اس صورت حال میں بھی چین کی معاشی حیثیت اور اقتصادی صورت حال خراب سے خراب تر ہوگی جس کا لازمی اثر عالمی سیاست پر پڑے گا۔

الغرض اس سارے مضمون کو اس عنوان کے تحت بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ ''سپر پاورز کی جنگ میں پاکستان سے مطلوب کردار'' اہالیان پاکستان اور حکومت کے لئے اس سارے منظر نامے میں غوروفکر کے بہت سے سامان موجود ہیں۔ پاکستان کل بھی روس جیسی عالمی طاقت سے ٹکر لے کر امریکی مفادات کا محافظ بنا تھا، جس کی قیمت اسے یہ ملی کہ اس دور کی واحد سپر پاور امریکہ مسلمانوں پر ہی چڑھ دوڑی اور دو مسلم ممالک کو ہلاکت آمیز تباہی کا نشانہ بنانے کے بعد دیگر مسلم ممالک کو ڈرا دھمکا رہی ہے۔ آج پھر پاکستان کو اس جنگ میں نیا کردار سونپا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ پاکستان کو اپنے

© rasailojaraid.com

بنیادی نظریہ سے دستبرداری اور اپنے استحکام کو خطرات سے دو چار کر کے ہی نکل سکتا ہے۔ پاکستان کی غیر معمولی جغرافیائی حیثیت اور عالمی سیاست میں اہم کردار کا پہلے بھی ہم نے خراج ادا کیا تھا، آج بھی ہمارا یہ امتیاز ہمارے فائدے کا نہیں لیکن دوسروں کا ہمیں آلہ کار بننے پر مجبور کر رہا ہے۔

اگر ہم اپنی جغرافیائی اور نظریاتی حیثیت سے فائدہ نہیں اٹھا سکے تو اس کی وجہ ہماری داخلی کمزوری اور قومی وحدت کا نہ ہونا ہے۔ سیاسی طور پر ہمارے حکمران وطن میں اپنی بنیادیں مضبوط کرنے اور ملک و ملت کا بھلا کرنے کی بجائے غیروں کے سہارے پر اہل وطن پر حکومت کرتے ہیں۔ ایسے عالم میں دوسرے ہمیں استعمال ہی کر سکتے ہیں اور ہماری کمزوری کی ہم سے قیمت ہی وصول کر سکتے ہیں۔ یہ توقع رکھنا کہ اس خودسپردگی اور اطاعت وفاداری کے بعد امریکہ جیسی سپر پاور ہماری شکرگزار ہوگی، ایک کارِ عبث ہے۔

کل کے اخبار میں امریکی خارجہ پالیسی کا یہ وصف نمایاں سرخیوں کے ساتھ چھپا ہے:

''امریکہ کا دہشت گردی سمیت کسی بھی ایشو پر کوئی اصولی موقف نہیں، امریکہ کی حمایت اور مخالفت ہمیشہ اس کے قومی مفاد کے تابع رہی ہے۔ جمہوریت انسانی حقوق، آزادئ اظہار، عدلیہ اور انصاف کے سب نعرے فقط نعرے ہیں۔ صدر مشرف نے منتخب حکومت کا تختہ الٹنے کے باوجود امریکہ کی اس قدر قربت اس لئے حاصل کر لی ہے کہ انہوں نے امریکی پالیسیوں کی غیر مشروط حمایت کی ہے۔'' روزنامہ نوائے وقت (۳۰ مارچ صفحہ آخر)

ان سرخیوں کے بین السطور اس امر کا اعلان موجود ہے کہ دراصل امریکہ کسی بھی ملک یا شخصیت کا دوست نہیں ہے بلکہ وقتی مفادات کے تحت امریکہ کی ترجیحات بدل جاتی ہیں۔ آج اگر کوئی امریکی حکومت کی آنکھ کا تارا ہے تو مفادات پورے ہوجانے پر اس کو سربازار تختہ دار پر بھی چڑھایا جاسکتا ہے۔ ہمارے حکمرانوں کو امریکہ کی اس صاف گوئی سے عبرت پکڑنا چاہئے اور اللہ کے دیئے اس منصب اور اس مملکتِ خداداد کی حرمت کو پامال کرنے پر اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔

(حافظ حسن مدنی)

© rasailojaraid.com

www.KitaboSunnat.com